4. عیدگاہ

پڑھیے—سوچیے اور جواب دیجیے۔

منشی پریم چند

حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ عید کی نماز کے لیے عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ راستے میں ایک لڑکا روتا ہوا بیٹھا ہے۔ حضورؐ نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ بیٹا تم کیوں رو رہے ہو؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ آج عید کا دن ہے لیکن میرے لیے نہیں کیونکہ میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے اور میرا کوئی نہیں ہے۔ نہ کوئی مجھے کپڑے دلانے والا ہے اور نہ ہی کوئی گلے لگانے والا ہے اس لیے میں غمگین بیٹھا رو رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کو اپنے ساتھ لیا اور اپنی بیٹی بی بی فاطمہؓ کے گھر گئے اور ان سے کہا بیٹی اس کو نہلا کر حسن اور حسین کے کپڑوں میں سے اسے کپڑے پہنا دو اور اسے عید کی نماز کے لیے تیار کر دو۔ پھر اس لڑکے سے کہا بیٹے! آج سے میں تمہارا باپ ہوں، عائشہؓ تمہاری ماں ہیں، حسنؓ اور حسینؓ تمہارے بھائی ہیں۔ یہ سن کر وہ لڑکا بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد حضورؐ اس لڑکے کو لے کر عیدگاہ آئے اور نماز پڑھائی۔ عیدگاہ میں سارے لڑکے اس لڑکے کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔

(مفہومِ حدیث)

اِن سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. لڑکا کیوں رو رہا تھا؟
2. حضور ﷺ نے اس لڑکے کے ساتھ کیا کیا؟
3. عیدگاہ میں لوگ لڑکے کی قسمت پر کیوں رشک کرنے لگے تھے؟
4. لڑکے کے خوش ہونے کی وجہ کیا تھی؟
5. اس واقعہ سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

مرکزی خیال

پریم چند نے اپنے افسانے عیدگاہ میں ایک چھوٹے سے لڑکے حامد کی اپنی بوڑھی دادی کے لئے فکرمندی کو ظاہر کیا ہے۔ اس افسانے میں صلۂ رحمی، بزرگوں پر توجہ دینا، خودغرضی سے بچنا، خود پر دوسروں کو ترجیح دینا، اپنے عزم پر جمے رہنا، دوسروں کے بہکاوے میں نہ آنا وغیرہ جیسی بے شمار نصیحتیں پوشیدہ ہیں۔

ماخذ

عیدگاہ پریم چند کے مشہور افسانوں میں سے ایک ہے۔

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق کی تصویریں دیکھیے اور ان کے بارے میں اظہار خیال کیجیے۔
- سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جن کے معنی آپ نہ جانتے ہوں۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی اپنے دوستوں اور اساتذہ سے معلوم کیجیے یا فرہنگ میں دیکھیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

رمضان کے پورے تیس روزوں کے بعد عید آئی۔کتنی سہانی اور رنگین صبح ہے۔درختوں پر کچھ عجیب ہریالی ہے۔کھیتوں میں کچھ عجیب رونق ہے۔آسمان پر کچھ رنگینی ہے۔آج سورج دیکھو کتنا پیارا ہے۔کتنا ٹھنڈا ہے گویا دنیا کو عید کی مبارک باد دے رہا ہے۔ گاؤں میں کتنی چہل پہل ہے۔عید گاہ جانے کی دھوم ہے۔عید گاہ سے لوٹتے لوٹتے دوپہر ہو جائے گی۔لڑکے سب سے زیادہ خوش ہیں۔کسی نے ایک روزہ رکھا، وہ بھی دوپہر تک، کسی نے وہ بھی نہیں۔لیکن عید گاہ جانے کی خوشی ان ہی کا حصہ ہے۔روزے بڑے بوڑھوں کے لئے ہوں گے۔بچوں کے لئے تو عید ہے۔ان کی اپنی جیبوں میں تو قارون کا خزانہ رکھا ہوا ہے۔بار بار جیب سے اپنا خزانہ نکال کر گنتے ہیں، دوستوں کو دکھاتے ہیں اور خوش ہو کر رکھ لیتے ہیں۔ان ہی دو چار پیسوں میں دنیا کی ساری نعمتیں لائیں گے۔ کھلونے، مٹھائیاں اور بگل اور خدا جانے کیا کیا۔اور سب سے زیادہ خوش ہے حامد۔وہ چار سال کا غریب بچہ ہے۔جس کا باپ پچھلے سال ہیضے کی نذر ہو گیا اور ماں نہ جانے کیوں زرد ہوتے ہوتے ایک دن مر گئی۔اب حامد اپنی بوڑھی دادی امینہ کی گود میں سوتا ہے۔۔۔ اور اتنا ہی خوش ہے۔اسکے ابّا جان روپے کمانے گئے ہیں، بہت سی تھیلیاں لے کر آئیں گے۔امّی جان اللہ میاں کے گھر اس کے لئے اچھی اچھی چیزیں لینے گئی ہیں۔اسی لیے حامد خوش ہے۔امید تو بہت بڑی چیز ہے۔حامد کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔سر پر ایک پرانی دھرانی ٹوپی ہے، جس کا گوٹا سیاہ ہو گیا ہے۔پھر بھی وہ خوش ہے۔جب اس کے ابّا جان تھیلیاں اور امّی جان نعمتیں لے کر آئیں گی، تب وہ دل کے ارمان نکالے گا۔

SCERT TELANGANA

بدنصیب امینہ اپنی کوٹھری میں بیٹھی رو رہی ہے۔ آج عید کا دن ہے۔ اور اس کے گھر میں دانہ نہیں ہے۔ کس نے بلایا تھا اس نگوڑی عید کو؟ اس گھر میں اس کا کام نہیں، لیکن حامد۔۔۔ اسے کسی کے مرنے جینے سے کیا مطلب! اس کے اندر روشنی ہے، باہر امید!

گاؤں کے بچے اپنے اپنے باپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ حامد کیا اکیلا ہی جائے گا؟ اس بھیڑ بھاڑ میں کہیں کھو جائے تو کیا ہو؟ نہیں، امینہ اسے تنہا نہ جانے دے گی۔ مگر وہ ساتھ چلی جائے تو یہاں سویّاں کون پکائے گا؟ بھوکا پیاسا دوپہر کو لوٹے گا۔ کیا اس وقت سویّاں پکانے بیٹھے گی؟ رونا تو یہ ہے کہ آمنہ کے پاس پیسے بھی نہیں۔ اس نے فہیمن کے کپڑے سیے تھے۔ آٹھ آنے ملے تھے۔ اس اٹھنی کو ایمان کی طرح بچاتی چلی آئی تھی۔ اس عید کے لئے۔ لیکن کل گوالن سر پر سوار ہو گئی تو کیا کرتی۔۔۔! حامد کے لئے کچھ نہیں ہے تو دو پیسے کا دودھ تو چاہیئے ہی، اب تو کل دو آنے بچ رہے ہیں۔ تین پیسے حامد کی جیب میں اور پانچ پیسے آمنہ کے بٹوے میں۔

گاؤں سے میلہ چلا تھا اور بچوں کے ساتھ حامد بھی جا رہا تھا۔ عیدگاہ جانے والوں کی ٹولیاں نظر آنے لگیں۔ ایک سے ایک زرق برق پوشاک پہنے ہوئے۔ کوئی تانگے پر سوار، کوئی موٹر پر اپنے آپ میں مگن، چاروں طرف سے بے خبر اطمینان سے چلا جا رہا تھا۔ اچانک عیدگاہ نظر آئی۔ اوپر املی کے درختوں کا سایہ ہے۔ نیچے کھلا ہوا پختہ فرش ہے جس پر جاے نماز بچھی ہوئی ہے۔ اور نمازیوں کی قطاریں۔ یہاں کوئی رتبہ نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ دیہاتیوں نے بھی وضو کیا اور جماعت میں شامل ہو گئے۔ کتنی منظم جماعت ہے! لاکھوں آدمی ایک ساتھ جھکتے اور ایک ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا بجلی کے لاکھوں بتیاں ایک ساتھ روشن ہو جائیں اور ایک ساتھ بجھ جائیں اور یہی سلسلہ چلتا رہے۔ کوئی ایسی کشش ہے، جس نے سب کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔

نماز ختم ہو گئی ہے لوگ ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں۔ پھر مٹھائی اور کھلونوں کی دکانوں پر دھاوا ہوتا ہے۔ یہ دیکھو ہنڈولا ہے۔ ایک پیسہ دے کر بیٹھ جاؤ اور پچیس چکروں کا مزہ لو۔ محمود اور محسن، نورے اور سمیع ان گھوڑوں اور اونٹوں پر بیٹھے ہیں۔ حامد دور کھڑا ہے۔ تین پیسے ہی تو اس کے پاس ہیں۔ ذرا سا چکر کھانے کے لئے اپنے خزانے کا ایک تہائی نہیں دے سکتا۔

سب اترتے ہیں۔ اب کھلونے لیں گے۔ ادھر دکانوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ طرح طرح کے کھلونے ہیں۔

واہ! کتنے خوبصورت کھلونے ہیں۔ اور بولا ہی چاہتے ہیں۔ محمود سپاہی لیتا ہے خاکی وردی اور لال پگڑی، کندھے پر بندوق۔ محسن کو بہشتی پسند آیا۔ کتنا خوش ہے، شاید گیت گا رہا ہے۔ نورے کو وکیل سے پریم ہے۔ کیسی ذہانت ہے اس کے منہ پر۔ ایک ہاتھ میں قانون کی کتاب لیے ہوئے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کسی عدالت سے جرح یا بحث کر کے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سب دو پیسے کے ہیں مگر حامد دو پیسے کا ایک کھلونا لے لے تو پھر کیا لے گا۔ ''نہیں کھلونے فضول سے ہیں۔ کہیں ہاتھ سے چھوٹ پڑیں تو چور چور ہو جائیں۔ ذرا سا پانی پڑ جائے تو سارا رنگ دھل جائے۔ ان کھلونوں کو لے کر وہ کیا کرے گا؟

محسن کہتا ہے۔ ''میرا بہشتی روز پانی دینے جائے گا، صبح وشام۔''

سمیع: ''اور میری دھوبن روز کپڑے دھوئے گی۔''

حامد کھلونوں کی برائی کرتا ہے۔ لیکن ہر چیز کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ذرا دیر کے لئے انھیں ہاتھ

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

میں لے کر دیکھے۔اس کے ہاتھ بے ساختہ بڑھتے ہیں۔لیکن لڑکے اتنے فیاض نہیں ہوتے۔خاص کر جب نیا خون ہو۔حامد للچا تا رہ جاتا ہے۔

کھلونوں کے بعد اب مٹھائی کا نمبر آیا۔کسی نے ریوڑیاں لی ہیں،کسی نے گلاب جامن،کسی نے سوہن حلوہ۔مزے سے کھا رہے ہیں۔حامد ان کی برادری سے خارج ہے۔کم بخت کی جیب میں تین پیسے ہی تو ہیں۔کیوں نہیں کچھ لے کر کھاتا۔لالچی نظروں سے سب کی طرف دیکھتا ہے۔

محسن نے کہا۔"حامد! یہ ریوڑی لے جا کتنی خوشبودار ہیں؟"

حامد کو شبہ ہوا کہ یہ محض شرارت ہے۔محسن اتنا فیاض طبع نہیں ہے۔لیکن یہ جان کر پھر بھی اس کے پاس گیا۔محسن دونے سے ایک ریوڑی نکال کر حامد کی طرف بڑھاتا ہے۔حامد ہاتھ پھیلاتا ہے۔محسن ریوڑی اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے۔محمود،نورے،سمیع خوب تالیاں بجا بجا کر ہنستے ہیں۔حامد کھسیانا ہو جاتا ہے۔

محسن: "اچھا اب ضرور دیں گے،حامد! اللہ قسم۔لے جا!"

حامد: "رکھے رہو کیا میرے پاس پیسے نہیں ہیں؟"

سمیع: "تین ہی پیسے تو ہیں کیا کیا لو گے؟"

محمود: "ہم سے گلاب جامن لے جاؤ حامد! محسن شریر ہے۔"

حامد: "مٹھائی کون بڑی نعمت ہے۔کتاب میں اس کی برائیاں لکھی ہیں۔"

محسن: "لیکن جی میں کہہ رہے ہو گے کہ کچھ مل جائے تو کھا لیں۔اپنے پیسے کیوں نہیں نکالتے۔؟"

محمود: "میں اسکی ہوشیاری سمجھتا ہوں۔جب ہمارے سارے پیسے خرچ ہو جائیں گے،تب یہ مٹھائی لے گا اور ہمیں چڑا چڑا کر کھائے گا۔"

حلوائیوں کی دکانوں کے آگے کچھ دکانیں لوہے کی چیزوں کی تھیں۔لڑکوں کے لئے یہاں دلچسپی کا کوئی سامان نہیں تھا۔حامد لوہے کی دکان پر رک جاتا ہے۔دست پناہ رکھے ہوئے تھے۔وہ دست پناہ خریدے گا۔دادی کے پاس دست پناہ نہیں ہے۔توے سے روٹیاں اتارتی ہیں تو ہاتھ جل جاتا ہے۔اگر وہ دادی کو دست پناہ لے کر دے دے تو وہ کتنی خوش ہوں گی۔پھر ان کی انگلیاں کبھی نہیں جلیں گی۔گھر میں ایک کام کی چیز آجائے گی۔کھلونوں سے کیا فائدہ؟ مفت میں پیسے خراب ہوتے ہیں۔ذرا ہی دیر کی تو خوشی ہوتی ہے۔پھر تو انھیں کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔وہ گھر پہنچتے پہنچتے ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جاتے ہیں یا چھوٹے بچے جو عیدگاہ نہیں جا سکتے ہیں،ضد کر کے لے لیں گے اور توڑ ڈالیں گے۔دست پناہ کتنے فائدے کی چیز ہے! روٹیاں توے سے اتارو،چولھے سے آگ نکال کر دے دو۔دادی کو کہاں فرصت ہے بازار جائیں اور اتنے پیسے کہاں ملتے ہیں۔روز ہاتھ جلا لیتی ہیں۔

حامد کے ساتھی آگے بڑھ گئے ہیں۔کتنے خود غرض اور لالچی ہیں۔سب نے اتنی مٹھائیاں لیں۔کسی نے مجھے ایک بھی نہ دی۔

SCERT TELANGANA

اس پر کہتے ہیں کہ میرے ساتھ کھیلو۔ میری تختی دھلاؤ۔ اب اگر میاں محسن نے کسی کام کو کہا تو خبر لوں گا۔ اس نے پھر سوچا۔ دادی دست پناہ دیکھتے ہی دوڑ کر میرے ہاتھ سے لے لیں گی۔ اور کہیں گی کہ میرا بچہ اماں کے لئے دست پناہ لایا ہے۔ ہزاروں دعائیں دیں گی۔ ان لوگوں کے کھلونوں پر کون دعا دے گا۔ بزرگوں کی دعائیں سیدھی خدا کی بارگاہ میں پہنچتی ہیں اور فوراً قبول ہوتی ہیں۔

دکان دار نے اس کی طرف دیکھا اور ساتھ کوئی آدمی نہ دیکھ کر بولا: ''تمہارے کام کا نہیں جی!''

''بکاؤ ہے کہ نہیں؟''

''بکاؤ کیوں نہیں ہے اور یہاں کیوں لاد کر لائے ہیں؟''

''تو بتاتے کیوں نہیں۔ کتنے پیسے کا دو گے؟''

''چھ پیسے لیں گے۔''

''ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔''

ٹھیک پانچ پیسے لیں گے۔ لینا ہو تو لو۔''

حامد کا دل بیٹھ گیا۔ حامد نے کلیجہ مضبوط کر کے کہا، ''تین پیسے لو گے؟'' یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ دکان دار کی گھڑکیاں نہ سنے۔ مگر دکان دار نے گھڑکیاں نہ دیں۔ بلا کر دست پناہ دے دیا اور پیسے لے لیے۔

حامد نے دست پناہ کندھے پر رکھ لیا، گویا بندوق ہے اور شان سے اکڑتا ہوا اپنے دوستوں کے پاس آیا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21
SCERT TELANGANA

محسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ ’’یہ دست پناہ لایا ہے۔ احمق اس کا کیا کرے گا؟‘‘

حامد نے دست پناہ زمین پر پٹک کر کہا۔ ’’ذرا اپنا بہشتی زمین پر گرا کر دیکھو۔ ساری ملیاں چور چور ہو جائیں گی بچّے کی۔‘‘

محمود: ’’تو یہ دست پناہ کوئی کھلونا ہے؟‘‘

حامد: ’’کھلونا کیوں نہیں ہے۔ ابھی کندھے پر رکھا بندوق ہو گیا۔ ہاتھ میں لے لیا تو فقیر کا چمٹا ہو گیا۔ چاہوں تو اس سے تمہاری ناک پکڑ لوں، چاہوں تو اس سے چھرے کا کام بھی لے سکتا ہوں۔ ایک چمٹا جما دوں تو تمہارے سارے کھلونوں کی جان نکل جائے۔ تمہارے کھلونے چاہے کتنا ہی زور لگائیں اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ میرا بہادر شیر ہے یہ دست پناہ!‘‘

سمیع متاثر ہو کر بولا۔ ’’میری خنجری سے بدلو گے، دو آنے کی ہے۔‘‘

حامد نے خنجری کی طرف حقارت سے دیکھ کر کہا۔ ’’میرا دست پناہ چاہے تو تمہاری خنجری کا پیٹ پھاڑ ڈالے۔ ذرا سا پانی لگے تو ختم ہو جائے۔ میرا دست پناہ آگ میں، پانی میں، آندھی میں، طوفان میں برابر ڈٹا رہے گا۔‘‘

اب دو فریق ہو گئے۔ محمود، محسن اور نورے ایک طرف۔ حامد، یکا و تنہا دوسری طرف، سمیع غیر جانبدار رہے۔ جس کی فتح دیکھے گا، اس کی طرف ہو جائے گا۔ لیکن محسن اور نورے دو دو سال بڑے ہونے پر بھی حامد کے حملوں سے پریشان ہو رہے تھے۔ اس کے پاس انصاف کی قوت تھی۔ ایک طرف مٹّی ہے دوسری طرف لوہا جو اس وقت اپنے آپ کو فولاد کہہ رہا ہے۔

محسن نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کہا۔ ’’اچھا پانی تو نہیں بھر سکتا۔‘‘

حامد نے دست پناہ کو سیدھا کر کے کہا۔ ’’یہ بہشتی کو ایک ڈانٹ بتائے گا تو وہ دوڑتا ہوا پانی لے کر آئے گا اور اس کے دروازے پر چھڑکنے لگے گا۔‘‘

محسن کا ناطقہ بند ہو گیا۔ محمود نے کمک پہنچائی۔ ’’بچّے گرفتار ہو جائیں تو عدالت میں بندھے بندھے پھریں گے تب تو وکیل صاحب کے پیروں پڑیں گے۔‘‘

حامد اس وار کا جواب نہ دے سکا۔ اس نے پوچھا۔ ’’اسے پکڑنے کون آئے گا؟‘‘

نورے نے کہا۔ ’’یہ سپاہی بندوق والا۔‘‘

حامد نے منہ چڑا کر کہا۔ ’’یہ بے چارے اس رستمِ ہند کو پکڑیں گے؟ اچھا لاؤ ابھی ذرا مقابلہ ہو جائے۔ اس کی صورت دیکھتے ہی بچّے کی ماں مر جائے گی۔ پکڑیں گے کیا بچارے؟‘‘

محسن نے تازہ دم ہو کر وار کیا۔ ’’تمہارے دست پناہ کا منہ روز آگ میں جلے گا۔‘‘

حامد کے پاس جواب تیار تھا۔ ’’آگ میں بہادر کودتے ہیں جناب! تمہارے یہ وکیل صاحب اور سپاہی اور بہشتی ڈرپوک ہیں۔ سب گھر میں گھس جائیں گے۔ آگ میں کودنا وہ کام ہے جو رستم ہی کر سکتا ہے۔‘‘

محمود نے ایک بار پھر زور لگایا۔ ’’تمہارا دست پناہ باورچی خانے میں زمین پر پڑا رہے گا۔ اور وکیل صاحب کرسی پر بیٹھیں گے۔

SCERT TELANGANA

حامد سے جواب نہ بن پڑا تو اس نے دھاندلی شروع کی۔ میرا دست پناہ باورچی خانے میں زمین پر نہیں پڑا رہے گا۔ وکیل صاحب کرسی پر بیٹھیں گے تو جا کر انھیں زمین پر پٹک دے گا اور سارا قانون ان کے پیٹ میں ڈال دے گا۔''

اس کے جواب میں بالکل جان نہ تھی، بالکل بے تکی سی بات۔لیکن قانون پیٹ میں ڈالنے والی بات چھا گئی۔ ایسی چھا گئی کہ تینوں سورما منہ تکتے رہ گئے۔ حامد نے میدان جیت لیا۔ اس کا دست پناہ رستم ہند ہے۔

محسن نے کہا۔''ذرا اپنا چمٹا دو۔ ہم بھی دیکھیں۔ تم چاہو تو ہمارا بہشتی لے کر دیکھو۔'' محمود اور نورے نے بھی اپنے کھلونے پیش کئے۔ حامد کو کوئی اعتراض نہیں۔ دست پناہ باری باری محمود، محسن اور سمیع کے ہاتھ میں گیا اور ان کے کھلونے باری باری سے حامد کے ہاتھ میں آئے۔

حامد نے ہارنے والے کے آنسو پونچھے۔''میں تمہیں چڑا رہا تھا، سچ یہ چمٹا کھلونوں کی کیا برابری کرے گا۔''

لیکن محسن کی پارٹی پر اس دلاسے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چمٹے کا سکّہ خوب بیٹھ گیا۔

محسن:''لیکن ان کھلونوں کے لئے کوئی ہمیں دعا تو نہ دے گا۔''

محمود:''دعا کے لیے پھرتے ہو، الٹے مار نہ پڑے۔ امّاں ضرور کہیں گی کہ میلے میں یہی مٹی کے کھلونے ملے۔''

حامد کی یہ بات ماننی پڑی کہ کھلونوں کو دیکھ کر کسی کی ماں اتنی خوش نہ ہوگی، جتنی حامد کی دادی چمٹے کو دیکھ کر خوش ہوں گی۔

گیارہ بجے سارے گاؤں میں چہل پہل ہوگئی۔ میلے والے آگئے۔ محسن کی چھوٹی بہن نے دوڑ کر بہشتی کو اس کے ہاتھ سے لے لیا اور مارے خوشی کے جو اچھلی تو میاں بہشتی نیچے آرہے۔ اس پر بھائی بہن میں مار پیٹ ہوئی۔ دونوں خوب روئے۔ ان کی امّاں جان یہ کہرام سن کر اور بگڑیں۔ دونوں کو اوپر سے دو دو چانٹے رسید کیے۔ میاں نورے کے وکیل صاحب کا حشر اس سے بھی بدتر ہوا۔ وکیل زمین یا طاق پر تو بیٹھ نہیں سکتا۔ اس کی پوزیشن کا تو کچھ خیال رکھنا ہی پڑے گا۔ دیوار میں دو کھونٹیاں گاڑی گئیں۔ ان پر چیڑ کا پرانا پٹرا رکھا گیا۔ پٹرے پر کاغذ کا قالین بچھایا گیا۔ وکیل صاحب تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ نورے پنکھا لے کر جھلنے لگا۔ معلوم نہیں پنکھے کی ہوا سے یا پنکھے کی چوٹ سے، وکیل صاحب نیچے آرہے۔ پھر بڑے زور سے ماتم ہوا اور وکیل صاحب کی لاش گھورے پر پھینک دی گئی۔

اب رہے میاں محمود کے سپاہی۔ اسے چٹ پٹ گاؤں کا پہرا دینے کا چارج مل گیا۔ لیکن پولیس کا سپاہی معمولی شخص تو نہیں، جو اپنے پیروں چلے۔ ایک ٹوکری آئی۔ اس میں لال رنگ کے پھٹے پرانے کپڑے بچھا کر پالکی بنائی گئی۔ اس میں سپاہی صاحب آرام سے لیٹے۔ محمود نے ٹوکری اٹھائی اور دروازے کا چکر لگانے لگے۔ ان کے دونوں چھوٹے بھائی''سونے والے جاگتے رہو۔'' پکارتے چلتے ہیں۔ مگر رات تو اندھیری ہونی چاہئے۔ محمود کو ٹھوکر لگ جاتی ہے، ٹوکری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑتی ہے۔ اور میاں سپاہی بندوق لیے زمین پر آجاتے ہیں اور ان کی ایک ٹانگ بیکار ہو جاتی ہے۔

اب میاں حامد کا قصہ سنیے۔ امینہ اس کی آواز سنتے ہی دوڑی اور اسے گود میں اٹھا کر پیار کرنے لگی۔ دفعتاً اس کے ہاتھ میں

SCERT TELANGANA

چمٹا دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

''یہ دست پناہ کہاں ملا بیٹا؟''

''میں نے مول لیا ہے۔''

''کتنے پیسے میں؟''

''تین پیسے میں۔''

امینہ نے چھاتی پیٹ لی۔ یہ کیسا بے سمجھ لڑکا ہے کہ دوپہر ہوگئی، نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ لایا کیا۔ بس دست پناہ۔۔۔!

''سارے میلے میں تجھے اور چیز نہ ملی جو یہ لوہے کا چمٹا اٹھا لایا؟''

حامد نے خطا وار انداز میں کہا۔ ''تمہاری انگلیاں توے سے جل جاتی تھیں اس لیے میں نے یہ لے لیا۔''

بڑھیا کا غصّہ فوراً شفقت میں بدل گیا، اور شفقت بھی وہ نہیں جو بیان کی جاسکتی ہے اور اپنی ساری تاثیر لفظوں میں منتشر کر دیتی ہے۔ یہ ناقابل اظہار شفقت تھی، درد اور التجا میں ڈوبی ہوئی۔ اف کتنی نفس کشی ہے، کتنی جاں سوزی ہے۔ بچے نے کتنا ضبط کیا ہوگا۔ جب دوسرے کھلونے لے رہے ہوں گے، مٹھائیاں کھا رہے ہوں گے، اس کا دل کتنا للچایا ہوگا۔ اتنا ضبط اس سے ہوا کیوں کر! وہاں بھی اپنی بوڑھی دادی کی یاد اسے رہی۔ امینہ کا دل خوشی سے بھر گیا۔

اور تب ایک بڑی دلچسپ بات ہوئی۔ حامد کے چمٹے سے بھی عجیب۔ بچے حامد نے تو بوڑھے حامد کا پارٹ ادا کیا تھا، بڑھیا امینہ بچی بن گئی وہ رونے لگی۔ دامن پھیلا کر حامد کو دعائیں دیتی جاتی تھی اور آنکھوں سے آنسو گراتی جاتی تھی۔ حامد اس کا راز کیا سمجھتا۔

SCERT TELANGANA

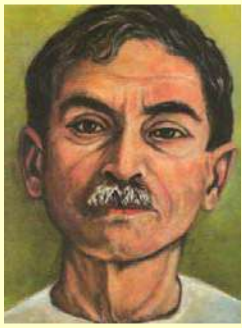

مصنف کا تعارف

پریم چند 13؍ جولائی 1880ء کو بنارس کے ایک چھوٹے سے گاؤں لَمہی میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عجائب لال ڈاک خانہ میں کلرک تھے۔ پریم چند کے والد نے ان کا نام دھن پت رائے رکھا۔ لیکن ان کے چچا انہیں نواب رائے کہہ کر پکارتے تھے۔ پریم چند آٹھ سال کی عمر میں تھے کہ ان کی ماں کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا۔ جب باپ نے دوسری شادی کی تو وہ ماں کی محبت کو ترس گئے۔ آخر 1897ء میں باپ کی شفقت سے بھی وہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔ گھر کی ذمہ داریوں اور معاشی پریشانیوں نے انہیں چاروں طرف سے آگھیرا۔ لیکن ایسے ناموافق اور ناسازگار حالات میں بھی وہ نہ ہارے۔ وہ گھریلو، چھوٹے اور بڑے سبھی کام کرتے۔ اس طرح انہوں نے تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بعد کے دنوں میں پریم چند سرکاری اسکول میں مدرس ہو گئے۔ ملازمت کے دوران پریم چند نے حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار انگریزوں کی غلامی کے خلاف کئی کہانیاں لکھیں۔ اور یہ تمام کہانیاں افسانوں کے مجموعے ''سوزِ وطن'' کے نام سے شائع ہوئیں۔

پریم چند کو مختصر افسانہ نگاری کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ ان کی سب سے بڑی خدمت مختصر افسانہ نگاری میں ایسی روایتوں کی بنیاد ہے۔ جو دوسرے افسانہ نگاروں کے لئے مشعل راہ بنی۔ اس طرح اردو افسانہ کے فن کو پریم چند نے استحکام بخشا۔ اور وہ اردو کے ایک بلند پایہ افسانہ نگار مانے جاتے ہیں۔

پریم چند ترقی پسند تحریک کے حامی تھے۔ گاؤں اور دیہات میں بسنے والے، امیروں اور غریبوں، کسانوں اور دیہاتوں کی منظر کشی انہیں ایک دوامی افسانہ نگار کی حیثیت عطا کرتی ہیں۔ ان کے مشہور ناولوں میں ''گئودان'' اور افسانوں میں ''کفن'' کافی مشہور ہوئے۔

اردو ادب کا یہ مشہور افسانہ نگار 18؍ اکٹوبر 1936ء کو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔

مختصر افسانہ کی تعریف

وہ تحریری قصّہ جسے ایک نشست میں پڑھ لیا جائے مختصر افسانہ کہا جاتا ہے۔ عام طور سے یہ تسلیم شدہ ہے کہ فکشن کی سب سے مختصر شکل ہے۔ جس میں قصّہ، پلاٹ، کردار، نقطۂ عروج، زماں و مکاں کے ساتھ وحدتِ تاثر کا ہونا لازمی ہے۔ کامیاب افسانے میں واقعات کی پیش کش میں وحدت تاثر یا واقعاتی مرکز پر اتحاد کے بغیر اچھا افسانہ نہیں لکھا جا سکتا۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

یہ کیجیے

I سمجھنا۔اظہار خیال کرنا

A اپنے الفاظ میں اظہار خیال کیجیے۔

1. عید کی صبح گھروں اور محلوں میں کیسی چہل پہل ہوتی ہے؟
2. "روزے بڑے بوڑھوں کے لئے ہوں گے۔بچوں کے لئے تو عید ہے۔" مصنف نے ایسا کیوں کہا؟
3. حامد کے گھر میں دانہ نہیں ہے پھر بھی وہ خوش ہے۔اسکی خوشی کی وجہ کیا ہے؟

B پڑھیے۔سمجھ کر بولیے

(الف) سبق میں ذیل کے جملوں کی نشاندہی کیجیے اور بتلائیے کہ یہ جملے کس نے کس سے کہے ہیں۔

1. میرا بہشتی روز پانی دینے جائے گا، صبح و شام
2. تین ہی پیسے تو ہیں کیا کیا لوگے؟
3. تمہارے کام کا نہیں جی!
4. یہ دست پناہ لایا ہے۔احمق اس کا کیا کرے گا؟'
5. سارے میلے میں تجھے اور چیز نہ ملی جو یہ لوہے کا چمٹا اٹھالایا؟

(ب) ذیل میں سبق کے چند جملے دیے گئے ہیں۔ان کے پس منظر کو بیان کیجیے۔

1. ان کی اپنی جیبوں میں تو قارون کا خزانہ رکھا ہوا ہے۔بار بار جیب سے اپنا خزانہ نکال کر گنتے ہیں، دوستوں کو دکھاتے ہیں اور خوش ہو کر رکھ لیتے ہیں۔
2. اس اٹھنی کو ایمان کی طرح بچاتی چلی آئی تھی۔اس عید کے لیے۔
3. کوئی ایسی کشش ہے جس نے سب کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔
4. ذرا سا چکر کھانے کے لئے اپنے خزانے کا ایک تہائی نہیں دے سکتا۔
5. میرا بہادر شیر ہے یہ دست پناہ!"

(ج) ذیل کے اقتباس کو پڑھیے اور دیے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

کسی ملک کی خوبی و عمدگی اور قدر و منزلت بہ نسبت وہاں کی حکومت کے عمدہ ہونے کے زیادہ تر اس ملک کی رعایا کے چال چلن، اخلاق و عادات، تہذیب و شائستگی پر منحصر ہے۔کیونکہ قوم شخصی حالتوں کا مجموعہ ہے اور ایک قوم کی تہذیب

SCERT TELANGANA

درحقیقت ان مرد وعورت اوربچوں کی شخصی ترقی ہے جن سے وہ قوم بنی ہے۔مستقل اورمضبوط آزادی۔ سچی عزت۔ اصلی ترقی شخصی چال چلن کے عمدہ ہونے پرمنحصر ہے۔ اوروہی شخصی چال چلن، قومی ترقی کا بڑا ضامن ہے۔ ایک نہایت عاجز و مسکین غریب آدمی جو اپنے ساتھیوں کو محنت اور پرہیزگاری اور خالص ایمانداری کی نظیر دکھاتا ہے اس شخص کا اس زمانہ میں اور آئندہ زمانے میں اس کے ملک، اس کی قوم کی بھلائی پر بہت بڑا اثر پیدا ہوتا ہے کیونکہ اسکی زندگی کا طریقہ اور چال چلن گو معلوم نہیں ہوتا مگر اور لوگوں کی زندگی میں آہستہ آہستہ پھیل جاتا ہے اور آئندہ نسل کے لئے ایک عمدہ نظیر بن جاتا ہے۔

1. کسی ملک کی قدر و منزلت کس پر منحصر ہے؟
2. شخصی چال چلن کے عمدہ ہونے سے کیا فائدے ہوتے ہیں؟
3. قوم کی موجودہ اور آئندہ نسلوں پر کیسے لوگوں کی زندگی کا اثر پڑتا ہے؟
4. اس اقتباس کے لئے ایک موزوں عنوان تجویز کیجیے۔

(د) سبق پڑھ کر دیے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔

1. پریم چند کے حالات زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
2. پریم چند کے افسانوں کے اہم موضوعات کیا ہیں؟
3. حامد کی دادی امینہ کی فکرمندی کی وجہ کیا تھی؟
4. مصنف نے عید کی نماز کا منظر کیسے پیش کیا ہے؟
5. حامد نے ہارنے والے کے آنسو پوچھے۔ کیسے؟

II اظہارِ مافی الضمیر ۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

1. امید بہت بڑی چیز ہے۔ کیا آپ اس جملے سے متفق ہیں؟ کیوں؟
2. ''چمٹے کا سکہ خوب بیٹھ گیا''۔ کیسے وضاحت کیجیے۔
3. کھلونوں کو دیکھ کر حامد کس کشمکش میں مبتلا ہوا اور آخر اس نے کیا فیصلہ کیا؟
4. حامد نے دوستوں کے سامنے دست پناہ کی کیا خوبیاں بیان کی؟
5. حامد نے بوڑھے حامد کا پارٹ کیسے ادا کیا؟

SCERT TELANGANA

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

1. منشی پریم چند نے اپنے افسانے ''عیدگاہ'' میں ایثار وقربانی کا جو نمونہ پیش کیا ہے، اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔
2. اسلام کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ اسکی وضاحت کیجیے۔

(ج) تخلیقی انداز میں لکھیے

1۔ عید کے موقع پر مبارکبادی کے کارڈ تیار کیجیے اور انہیں دوستوں میں تقسیم کیجیے۔

یا

اس افسانے کو ڈرامے کی شکل میں لکھیے۔

(د) توصیفی انداز میں لکھیے

1۔ ایک غریب لڑکے نے موسم گرما میں لوگوں کی پیاس بجھانے کے لیے اپنے گھر کے سامنے دو گھڑے رکھ کر پانی پلانے کا نظم کیا۔ یہ خبر ایک روزنامہ میں شائع ہوئی۔ اس کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک مضمون لکھیے۔

III زبان شناسی

لفظیات

(الف) ذیل میں دیے گئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ کھسیا جانا
2۔ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا
3۔ کلیجہ منہ کو آنا
4۔ بال بیکا نہ کرنا
5۔ ایڑی چوٹی کا زور لگانا
6۔ ناطقہ بند ہونا

(ب) مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

1. حامد نے خنجری کی طرف حقارت سے دیکھا۔
2. احمد اپنی ذہانت سے ہر امتحان میں سب پر سبقت لے جاتا ہے۔
3. محسن فیاض طبع لڑکا ہے۔
4. بڑھیا کا رویہ حامد کے بارے میں شفقت میں تبدیل ہو گیا۔
5. منصف کو غیر جانبدار ہونا چاہیے۔

SCERT TELANGANA

قواعد

ان جملوں کوغور سے پڑھیے۔

پیالہ قیمتی ہے۔	پیالی ٹوٹ گئی۔
ٹوکرا لاؤ۔	محمود نے ٹوکری لائی۔
شیشہ خالی ہے۔	یہ عطر کی شیشی ہے۔

اوپر کی مثالوں میں پیالہ، ٹوکرا، اور شیشہ مذکر استعمال ہوئے ہیں۔ اور پیالی، ٹوکری اور شیشی مونث استعمال ہوئے ہیں۔ جو تمام کے تمام غیر جاندار ہیں۔

غیر جاندار اشیا کی تذکیر و تانیث جنس غیر حقیقی کہلاتی ہے

مشق:- اس سبق میں جنس غیر حقیقی کو تلاش کر کے لکھیے۔

غیر جاندار اسماء کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' ہو تو وہ عام طور پر مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے لوٹا، تختہ، چمچہ، کپڑا وغیرہ۔

اسی طرح غیر جاندار اسماء کے آخر میں۔ ی۔ ت۔ ٹ۔ ہو تو وہ عام طور پر مونث ہوتے ہیں۔ جیسے شیروانی۔ صورت۔ وغیرہ

مشق:- ذیل کے الفاظ سبق میں استعمال ہوے ہیں۔ انہیں جدول کے مطابق لکھیے۔

بستی – کھلونا – مٹھائی – روزہ – ہریالی – کرتا – خزانہ – سایہ – روپیہ – کوٹھری – دانہ – علاقہ

جنس غیر حقیقی مذکر	جنس غیر حقیقی مونث

اس طرح جنس کی دو قسمیں ہیں۔

جنس حقیقی: مذکر (تذکیر)، مونث (تانیث)

جنس غیر حقیقی: مذکر (تذکیر)، مونث (تانیث)

SCERT TELANGANA

مشق:- ذیل کے جملوں میں موجود اسماء کو جدول کے مطابق لکھیے۔

سلسلہ نشان	جملے	جنس حقیقی		جنس غیر حقیقی	
		مذکر	مونث	مذکر	مونث
1	حامد نے سوئی خریدی۔				
2	لڑکے نے دادی کو چمٹا دیا۔				
3	ہمارے شہر کی عیدگاہ بڑی ہے۔				
4	رضیہ نے میلے سے گڑیا خریدی۔				
5	مزدور دن رات محنت کرتے ہیں۔				
6	ہمالیہ دنیا کا بلند ترین پہاڑ ہے۔				

منصوبہ کام

1. پریم چند کے افسانوں کے مجموعے کو کتب خانے سے حاصل کیجیے اور کوئی دو پسندیدہ افسانے لکھ کر دیواری رسالہ پر چسپاں کیجیے۔

SCERT TELANGANA